خطبۂ جمعہ شمار نمبر /46 برائے بتاریخ 5 / اپریل 2019 پیش خدمت ہے۔

واقعہ معراج: فلاحی ریاست کا پیغام

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔اما بعد۔
قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید۔
فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، صدق اللہ العظیم

برادران اسلام! رسول اللہ ﷺ جس دین کی طرف لوگوں کو بلاتے ہوئے 12 سال گذار چکے تھے اسی دین کے اصولوں پر ایک صالح ریاست وفلاحی اسٹیٹ کے قیام کا جب وقت قریب آیا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ارتقائی سفر سے گذار کر سدرۃالمنتہی سے بھی کچھ آگے بلاکر ملاقات کا شرف بخشا اور کچھ تجربات ومشاہدات کروانے کے ساتھ ساتھ کچھ اصولی احکام بھی دیئے۔ یہ عظیم سفر معجزاتی طور پر رات کے بہت ہی قلیل وقت میں مکمل ہوا تھا۔اس واقعہ کو ہم سب معراج کے نام سے جانتے ہیں جسکا ذکر قرآن مجید اور متعدد احادیث میں موجود ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات ہم ہر سال سنتے رہتے ہیں لیکن ”واقعہ معراج“ سے ایک اور اہم پیغام ہمیں ملتا ہے جو عام طور پر ہمیں سننے کو نہیں ملتا اور وہ ہے ایک فلاحی ریاست کا منشور۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اسلامی فلاحی ریاست قائم کرکے جو نمونہ دنیا کے لئے چھوڑ گئے اس کی تشکیل آپ نے سورہ اسرا میں بتائے گئے ان ہی اصولوں پر کی تھی۔ آج کی دکھی دنیا جو مسائل کے انبار تلے پسی جارہی ہے، انہی اصولوں کو اپنا کر امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ اس سورہ مبارکہ میں جو واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی اللہ تعالی نے فلاحی ریاست کے 14 اصول دئے ہیں اور قیامت تک کے لئے یہ پیغام محفوظ کردیا کہ انسانی معاشرے کی اٹھان کن بنیادوں پر قائم کی جانی چاہئے۔

پہلا اصول یہ دیا کہ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ

”تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اس کی“۔ یہ صرف ایک مذہبی عقیدہ اور صرف انفرادی طرز عمل کیلئے ایک ہدایت ہی نہیں ہے بلکہ اس پورے نظام اخلاق وتمدن وسیاست کا سنگ بنیاد بھی ہے جو مدینہ طیبہ پہنچ کر نبی ﷺ نے عملاً قائم کیا۔ اس کی عمارت اسی نظریے پر اٹھائی گئی تھی کہ اللہ جل شانہ ہی ملک کا مالک اور باشاہ ہے اور اسی کی شریعت ملک کا قانون ہے۔ زمین اس کی ہے اور قانون بھی اسی کا چلے گا۔

دوسرا اصول، والدین کا ادب واحترام

انسانی حقوق میں سب سے اہم اور مقدم مقام والدین کا ہے اولاد کو والدین کا مطیع خدمت گذار اور ادب شناس ہونا چاہئے۔ معاشرے کا اجتماعی اخلاق ایسا ہونا چاہئے جس میں اولاد والدین سے بے نیاز اور سرکش نہ ہو بلکہ ان سے نیک سلوک کرے۔ ان کا احترام ملحوظ رکھے اور بڑھاپے میں ان کی وہی ناز برداری کرے جو کبھی بچپن میں وہ اس کی کر چکے ہیں۔

تیسرا اصول، انسانی حقوق کی ادائیگی

اللہ کا حکم ہے: ”رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق“

اجتماعی زندگی میں تعاون، ہمدردی اور حق شناسی و حق رسانی کی روح جاری و ساری رہے۔ ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کا مددگار ہو، ہر محتاج انسان دوسرے انسانوں سے مدد پانے کا حق دار ہو۔ ایک مسافر جس بستی میں بھی جائے اپنے آپ کو مہمان نواز لوگوں کے درمیان پائے۔ معاشرے میں حق کا تصور اتنا وسیع ہو کہ ہر شخص ان سب انسانوں کے حقوق اپنے اوپر محسوس کرے جن کے درمیان وہ رہتا ہے۔ ان کی کوئی خدمت کرے تو یہ سمجھے کہ وہ ان کا حق ادا کر رہا ہے نہ کہ احسان کا بوجھ ان پر لاد رہا ہے اور کسی خدمت کے قابل نہ ہو تو معذرت کرے اور خدا سے فضل مانگے تا کہ وہ دوسروں کے کام آ سکے۔

چوتھا اصول ”فضول خرچی نہ کرو“

اللہ کا ارشاد ہے ”فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے“ لوگ اپنی دولت کو غلط طریقوں سے ضائع نہ کریں۔ فخر اور ریا اور نمائش کے خرچ، عیاشی اور فسق و فجور کے خرچ جو انسان کی حقیقی ضروریات اور مفید کاموں میں صرف ہونے کے بجائے دولت کو غلط راستوں میں بہادیں، دراصل خدا کی نعمت کا کفران ہیں۔ جو لوگ اس طرح اپنی دولت کو خرچ کرتے ہیں وہ حقیقت میں شیطان کے بھائی ہیں اور ایک صالح معاشرے کا فرض ہے کہ ایسے بے جا صرفِ مال کو اخلاق تربیت اور قانونی پابندیوں کے ذریعہ سے روک دے۔

پانچواں اصول، کنجوسی و فضول خرچی سے اجتناب

لوگوں میں اتنا اعتدال ہونا چاہئے کہ وہ نہ تو بخیل بن کر دولت کی گردش کو روکیں اور نہ فضول خرچ بن کر اپنی معاشی طاقت کو ضائع کریں۔ معاشرے کے افراد میں توازن کی ایک ایسی صحیح حس پائی جانی چاہئے کہ وہ بجا خرچ سے باز بھی نہ رہیں اور بیجا خرچ کی خرابیوں میں مبتلا بھی نہ ہوں۔

چھٹا اصول، رزق کی تقسیم

اللہ کا ارشاد ہے: ”تیرا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔“

خدا نے اپنے رزق کی تقسیم کا جو نظام قائم کیا ہے۔ انسان اپنی مصنوعی تدبیروں سے اس میں دخل انداز نہ ہو۔ اس نے اپنے

سب بندوں کو رزق میں مساوی نہیں رکھا ہے بلکہ ان کے درمیان کم و بیش کا فرق رکھا ہے۔ اس کے اندر بہت سی مصلحتیں ہیں جن کو وہ خود ہی بہتر جانتا ہیلہٰذ ایک صحیح معاشی نظام وہی ہے جو خدا کے مقرر کئے ہوئے طریقوں سے قریب تر ہو۔ فطری نا مساوات کو ایک مصنوعی نامساوات میں تبدیل کرنا یا نا مساوات کو فطرت کے حدود سے بڑھا کر بے انصافی کی حد تک پہنچا دینا دونوں یکساں غلط ہیں۔

ساتواں اصول، نسل کشی سے اجتناب

اللہ کا ارشاد ہے: اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے" نسلوں کی افزائش کو اس ڈر سے روک دینا کہ کھانے والے بڑھ جائیں گے تو معاشی ذرائع تنگ ہو جائیں گے۔ ایک بہت بڑی غلطی ہے جو لوگ اس اندیشے سے آنے والی نسلوں کو ہلاک کرتے ہیں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ رزق کا انتظام ان کے ہاتھ میں ہے۔ حالانکہ رازق وہ خدا ہے جس نے انسانوں کو زمین میں بسایا ہے پہلے آنے والوں کیلئے بھی رزق کا سامان اسی نے کیا تھا اور بعد کے آنے والوں کیلئے بھی وہی سامان کرے گا۔ جتنی آبادی بڑھتی ہے خدا اسی نسبت سے معاشی ذرائع بھی وسیع کر دیتا ہے۔ لہٰذ لوگ خدا کی تخلیقی انتظامات میں بے جا دخل اندازی نہ کریں اور کسی قسم کے حالات میں بھی ان کے اندر "نسل کشی" کا میلان پیدا نہ ہونے پائے۔

آٹھواں اصول، زنا کے قریب نہ پھٹکو

آیت 32 میں اللہ کا ارشاد ہے "زنا کے قریب نہ پھٹکو۔ وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی بُرا راستہ ہے" زنا عورت اور مرد کے تعلق کی بالکل ایک غلط صورت ہے۔ اس کو نہ صرف بند ہونا چاہئے بلکہ معاشرے کے اندر اُن اسباب کا بھی سدباب کیا جانا چاہئے جو انسان کو اس کے قریب لے جاتے ہیں۔

نواں اصول، انسانی جان کا احترام

آیت 33 میں فرمایا گیا "قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ" انسانی جان کو اللہ تعالیٰ نے قابل احترام ٹھہرایا ہے۔ کوئی شخص نہ اپنی جان لینے کا حق رکھتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی جان۔ خدا کی مقرر کی ہوئیہ حرمت صرف اسی صورت میں ٹوٹ سکتی ہے جبکہ خدا ہی کا مقرر کیا ہوا کوئی حق اس کے خلاف قائم ہو جائے۔ پھر حق قائم ہو جانے کے بعد بھی خونریزی صرف اسی حد تک ہونی چاہئے جہاں تک حق کا تقاضا ہو۔

قتل میں اسراف کی تمام صورتیں بند ہو جانی چاہئیں۔ مثلاً جوش انتقام میں مجرم کے علاوہ دوسروں کو قتل کرنا جن کے خلاف حق قائم نہیں ہوا ہے یا مجرم کو عذاب دے دے کر مارنا، یا مار دینے کے بعد اس کی لاش کی بے حرمتی کرنا، یا ایسی ہی دوسری انتقامی زیادتیاں جو دنیا میں رائج رہی ہیں۔

دسواں اصول، یتیموں کے مفاد کی حفاظت

آیت 34 میں حکم ہوا کہ "مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے۔ یتیموں کے مفاد کی اس وقت تک حفاظت ہونی چاہیئے جب تک وہ خود اپنے بل بوتے پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو جائیں، ان کے مال میں کوئی ایسا تصرف نہ ہونا چاہیئے جو خود ان کے مفاد کیلئے بہتر نہ ہو۔

گیارہواں اصول، عہد کی پابندی لازمی

عہد کی پابندی کے سلسلہ میں تاکید کر دی گئی کہ "عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہو گی، عہد و پیماں خواہ افراد ایک دوسرے سے کریں یا ایک قوم دوسری قوم سے کرے، بہر حال ایمانداری کے ساتھ پورے کئے جائیں۔ معاہدوں کی خلاف ورزی پر خدا کے ہاں باز پرس ہو گی۔

بارہواں اصول "ناپ تول میں ڈنڈی نہ ماری جائے"

آیت 35 میں بے ایمانی اور حق تلفیوں کا سدباب فرمادیا گیا۔ اللہ کا حکم ہے کہ

"پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے"۔

تیرہواں اصول، وہم و گمان کے بجائے "علم" کی پیروی کریں

اللہ کا حکم ہے: "کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان، اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے"۔

اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ لوگ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں وہم و گمان کے بجائے "علم" کی پیروی کریں۔ اسلامی معاشرے میں اس منشا کی ترجمانی وسیع پیمانے پر اخلاق میں، قانون میں، سیاست اور انتظامِ ملکی میں، علوم و فنون اور نظامِ تعلیم میں، غرض ہر شعبہ حیات میں کی گئی اور اُن بے شمار خرابیوں سے فکر و عمل کو محفوظ کر دیا گیا جو علم کے بجائے گمان کی پیروی کرنے سے انسانی زندگی میں رونما ہوتی ہیں۔ اخلاق میں ہدایت کی گئی کہ بدگمانی سے بچو اور کسی شخص یا گروہ پر بلا تحقیق کوئی الزام نہ لگاؤ۔ قانون میں مستقل اصول طے کر دیا گیا کہ محض شبہے پر کسی کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے تفتیش جرائم میں یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ گمان پر کسی کو پکڑنا اور مار پیٹ کرنا یا حوالات میں دے دینا قطعی ناجائز ہے۔ غیر قوموں کے ساتھ برتاؤ میں یہ پالیسی متعین کر دی گئی کہ تحقیق کے بغیر کسی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے اور نہ مجرد شبہات پر افواہیں پھیلائی جائیں۔ نظام تعلیم میں بھی اُن نام نہاد علوم کو ناپسند کیا گیا جو محض ظنو تخمین اور لاطائل قیاست پر مبنی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عقائد میں اوہام پرستی کی جڑ کاٹ دی گئی اور ایمان لانے والوں کو یہ سکھایا گیا کہ صرف اُس چیز کو مانیں جو خدا اور رسول کے دیے ہوئے علم کی رو سے ثابت ہو۔

چودھواں اصول: مغرور مت بنو

اللہ کا حکم ہے: "زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو"

یہ بھی محض ایک واعظانہ بات نہ تھی بلکہ درحقیت اس میں مسلمانوں کی پیشگی تنبیہہ کی گئی تھی کہ ایک حکمراں گروہ بننے کے بعد وہ غرور و تکبر میں مبتلانہ ہو۔ یہ اسی ہدایت کا فیض تھا کہ جو حکومت اس منشور کے مطابق مدینہ طیبہ میں قائم کی گئی اس کے فرما نراوں اور سپہ سالاروں میں غرور کی کوئی ادنی جھلک بھی نہ تھی۔ چنانچہ وہ فاتح کی حیثیت سے کسی شہر میں داخل ہوتے تھے اس وقت بھی اکڑ و غرور سے کبھی اپنا رعب جمانے کی کوشش نہ کرتے۔

محترم سامعین ! ہم نے ابھی جو 14 اصول سنے ہیں وہ دراصل معراج النبی ﷺ کا پیغام ہے جس میں ایک فلاحی ریاست کا منشوراور لائحہ عمل بتایا گیاہے اور اسی منشور کے عین مطابق ایک فلاحی ریاست کی واقعہ معراج کے ایک سال بعد آپ ﷺ نے بنیادرکھی اور رہتی دنیا کے لئے ایکامیاب وخوشحال ریاست کاماڈل پیش کیا۔

محترم بھائیو ! کیا آج ہم مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ ہم دنیا کہ سامنے اس فلاحی ریاست کا تعارف پیش کریں اور انہیں یہ بتائیں کہ کس نظام فکر و عمل میں ان کی کامیابی اور سلامتی کا راز چھپا ہوا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ تقاضہ نہیں ہے کہ ہم مدینہ جیسی فلاحی ریاست کے قیام کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں۔ سیاسی عمل کا نام دے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کیسے فراموش کرسکتے ہیں؟

آج انسان انسان کا غلام بنا ہوا ہے، زمین پر خدائے تعالیٰ سے علانیہ بغاوت ہو رہی ہے، والدین کی نافرمانی اور حقوق کی پامالی، آئے دن عصمت دری کے واقعات، قتل و غارتگری، انسانوں کے درمیان بغض وعداوت، عصبیت و مذہبی جنون، بڑے بڑے اسکنڈل واسکام، قومی دولت کو ضائع کردینا اور اقتدار کے نشہ میں چور حکمرانوں کا ظلم وجور انسانوں کے لئے عذاب جان بن چکا ہے۔ یہ صورتحال خیر امت دعوت دے رہی ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے فلاحی ریاست کے قیام کے معراج کے پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا ہم پر یہ فضل کرم ہے کہ ہم جس نظام کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں اگرچہ یہ ایک باطل نظام ہے لیکن اس میں جو کچھ مذہبی آزادی، تبلیغ کی آزادی، اظہار رائے کی آزادی ابھی موجود ہے، اسے غنیمت جانتے ہوئے ایک ویلفیر اسٹیٹ کے قیام کی راہیں تلاش کی جائیں۔ اگر معراج کے پیغام کے ایک ایک جز کو اہل ملک کے سامنے کھول کھول کر بیان کیا جائے تو عجب نہیں کہ ہمارا ملک بھی ایک فلاحی ریاست کی طرف گامزن ہو جائے۔ اس کے لئے برادران وطن، بالخصوص پست اقوام و دیگر برادریوں کی ذہن سازی ضروری ہے نیز ان 14 اصولوں کی گونج کے لئے اپنی صفوں میں سے باکردار اور اچھی فکر رکھنے والے نمائندوں کو اقتدار کے ایوانوں تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں میں دین کا صحیح فہم وشعور پیدا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاحی ریاست کے اسوہ کو اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین وآخر الدعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔